جدید معاملات کے شرعی احکام

مفتی نعمت اللہ حقانی

نگران شعبہ تخصص جامعہ المرکز الاسلامی بنوں

نمبرشمار	ذیلی عنوانات	نمبرشمار	ذیلی عنوانات
۱	ریلوے، بس ٹکٹ کی شرعی حیثیت	۲	خلاف قانون ٹکٹ کا استعمال
۳	سرکاری قوانین کا حکم	۴	پینشن کا بیع
۵	اسٹامپ پیپر کا شرعی حکم	۶	منی آرڈر کے ذریعے روپیہ بھیجنے کے شرعی احکام
۷	ہنڈی اور منی آرڈر کا حکم	۸	ہنڈی کی جائز اور ناجائز صورتیں
۹	ہنڈی کے ذریعہ رقم بھیجنا اور ایک خاص صورت میں حضرت نظام الدین کی رائے	۱۰	وی پی (ریلوے) کے ذریعے بیع وشراء
۱۱	ویلیو "وی پی" کی حقیقت اور نقصان ہو جانے کی صورت میں ضمان کس پر ہے؟	۱۲	بیع مزایدہ یا بیع بالمزاد العلنی (نیلامی) کے احکام
۱۳	جوازِ خریداری نیلام سرکاری	۱۴	حکم نیلامی حاکم
۱۵	آڑھتی سے متعلق ایک حدیث کے مطلب کی وضاحت	۱۶	بروکر (دلال) کی اُجرت
۱۷	کمیشن ایجنٹ (دلال) کی اُجرت	۱۸	بروکر اور کمیشن ایجنٹ کا فیصد کے حساب سے اُجرت لینا جائز ہے۔
۱۹	کمیشن ایجنٹ کی اجرت معین کرنا ضروری ہے اگرچہ فیصد کے حساب سے ہو۔	۲۰	بازار سے مال منگوانے کا اُجرت اس کے عرف کی تابع ہوگی۔
۲۱	کمیشن ایجنٹ پر تاوان	۲۲	کمیشن ایجنٹ مالک کیلئے مال کی قیمت کا ضامن نہیں بن سکتا۔
۲۳	دلالی کے احکام		

ریلوے، بس ٹکٹ کی شرعی حیثیت:

ریلوے، بس ٹکٹ وغیرہ کی حیثیت اجارہ کی وثیقہ کی ہے۔ یہ گویا اس بات کی سند ہے کہ ہم نے کرایہ ادا کر دیا ہے اس لئے ہمیں سواری کرنے کا حق حاصل ہے۔ عام اجارہ میں اور اس میں صرف اس قدر فرق ہے کہ یہاں اجرت (کرایہ) پہلے وصول کرلیا جاتا ہے تاکہ نظم میں سہولت ہو۔ بس اور ریلوے میں اصل مالک اور یہ "اجز" حکومت ہوتی ہے۔ مسافروں کی حیثیت کرایہ داروں کی ہے۔ ٹکٹ دینے والے حکومت کے وکیل ہوتے ہیں۔ جب یہ بات معلوم ہے کہ حکومت نے بلا ٹکٹ سفر کرنے کی اجازت نہیں دی ہے تو اب کسی بھی صورت بلا ٹکٹ سفر کرنا درست نہیں۔ چاہے ریلوے اور بس کے سرکاری عہدیدار بلا ٹکٹ چلنے کی اجازت ہی کیوں نہ دے۔ ٹکٹ کے بغیر سفر، سفر معصیت ہے اور گویا اس کی حیثیت غاصب کی ہے۔ (جدید فقہی مسائل 17 (۶۴۵)

چنانچہ اس کی شرعی حیثیت مزید واضح کرتے ہوئے مولانا فتح محمد لکھنویؒ ارقام فرماتے ہیں یہ اجرتی رسید ہے تاکہ وصول کرنے والے بلا تردد حسب معاہدہ آسانی کے ساتھ وصول ہو جیسے ریل یا ڈاک کے ٹکٹ۔

(۱) چونکہ انکی حاجت بہت زیادہ اور عرف غالب ہے دوسرے اموال کی طرح اس کی خرید و فروخت بھی جائز ہے نقد ہو یا اُدھار اس طرح کمی یا زیادتی کے ساتھ ہو۔

(۲) تجارت کی نیت کے بغیر بھی ان میں زکوٰۃ واجب ہے اس لئے اس کا حکم نفی میں ہے۔

(۳) ان کاغذات سے اگر فائدہ حاصل نہ کریں تو آپس میں معاہدہ قانونی کی پابندی شرط ہے۔

(۴) ایسے ٹکٹ کا حکومت کی اجازت کے بغیر حق سے زیادہ استعمال شرعاً ممنوع ہے۔ (عطر ھدایہ ص ۴۴)

خلاف قانون ٹکٹ کا استعمال:

مسئلہ ریلوے کے مستقل ٹکٹ کو دھوکہ سے دوبارہ استعمال کرنا یا جہاں تک کا ٹکٹ لیا اس سے زیادہ دور کا سفر کرنا یا ایک ٹکٹ پر جتنے سامان لے جانے کی اجازت ہے اس سے زیادہ سامان لے جانا، ادنی درجے کا مال اعلیٰ درجے میں بھیجنا، ادنی درجے کا ٹکٹ خرید کر اعلیٰ درجے میں سفر کرنا یا سامان کے بنڈل وغیرہ میں خط کا رکھنا اسی طرح وہ تمام کام جو حکومت کی طرف سے ممنوع ہیں اگر لاعلمی یا کسی غلط فہمی کی بنا پر ہو گیا تو اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی اُمید ہے اگر قصداً یہ کام کئے، قضاءً و دیانۃً چونکہ قوانین پر عمل کرنا لازم ہے اس لئے اتنا کرایہ حساب کر کے حکومت کے کھاتہ میں واپس کرے۔ (عطر ھدایہ ص ۴۴۱)

مسئلہ: اس صورت میں یہ بھی ملحوظ خاطر رہے کہ کنڈیکٹر اگر بس کا مالک ہے تو بلا ٹکٹ یا کم پر سفر کرنا شرعاً جائز ہے ورنہ بعض صورتوں میں خدام، چوری اور بعض میں غصب ہوگا اور بد معاملگی قانونی اور چوری بھی ہونے کی وجہ سے عزت و آبرو کا ہر وقت خطرہ بھی ہوگا جس سے حفاظت بھی واجب ہے پس اس ترک واجب کا گناہ مزید برآن ہوگا۔ (نظام الفتاویٰ ۱۲/۴ ص ۳۷۰، ۳۷۱)

سرکاری قوانین کا حکم: سرکاری قوانین تین شرطوں سے عام ہو جاتے ہیں اور ہر ایک پر لاگو ہو جاتے ہیں۔

(۱) ان قوانین کا کافی اعلان کیا گیا ہو۔

(۲) یہ قوانین شرعی قوانین کے خلاف نہ ہوں بلکہ مباحات سے متعلق ہوں۔

(۳) یہ قوانین انتظامی امور کے متعلق ہوں تجارتی حیثیت سے نہ ہوں۔ پس ریل اور ڈاک کے اکثر قوانین تجارتی ہیں۔ ان قوانین کا تعلق احکام شرعیہ کے لحاظ سے ایسے لوگوں سے ہے جو واقف ہوں، یا جن کو ان محکموں سے ملازمت کا تعلق ہو یہ قوانین ہر ایک کے لئے عام نہیں۔ (عطر ھدایہ ص ۱۴۵)

پینشن کا بیع:

امداد الفتاویٰ میں ایک طویل سوال کے جواب میں تحریر ہے کہ یہ صورت بیع ہے۔ ورنہ حقیقت میں گورنمنٹ کی طرف سے تبرع مستقل ہے اس لئے گورنمنٹ کی رضامندی سے جائز ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۵۸)

احسن الفتاویٰ میں حضرت مولانا مفتی رشید احمدؒ ایک سوال کے جواب میں ارقام فرماتے ہیں:

سوال: میں پاکستان نیوی کا ریٹائرڈ چیف پی آئی اے آفیسر ہوں، گورنمنٹ مجھے ایک سو بیالیس (**142**) روپے ماہوار پینشن دیتی ہے، حکومت نے ایک سہولت دے رکھی ہے کہ اگر کوئی ریٹائرڈ ملازم اپنی پینشن حکومت کے ہاتھ بیچنا چاہے تو اس کی نصف پینشن یکمشت دیدی جاتی ہے، عرض ہے کہ شریعت کی رو سے یہ بیع جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: پینشن ایک قسم کا انعام ہے، جب تک ملازم کا اس پر قبضہ نہ ہو، وہ اس کا مالک نہیں بنتا، اس لئے اس کی بیع جائز نہیں، البتہ خود حکومت سے اس کی بیع کرنا حقیقت میں بیع نہیں، صرف نام اور صورت بیع کی ہے، اس کی حقیقت یہ ہے کہ حکومت نے جو بڑا انعام قسط وار دینے کا وعدہ کیا تھا اب اس کو کم مقدار میں یکمشت نقد دے رہی ہے، اس لئے حکومت سے یہ معاملہ جائز ہے۔ (احسن الفتاویٰ ۶/۵۲۱، ۵۲۲)

اسٹامپ کا شرعی حکم:

اسٹامپ جن کا کوئی معتبر معاوضہ نہیں عام طور پر سرکاری قانون کے تحت جاری کئے گئے ہیں ضرورتاً اب دوسرے مالوں کی طرح ان کو فروخت کرنا بھی جائز ہے، نقدی ہو یا ادھار اسی طرح کمی یا زیادتی کی ساتھ فروخت کرنا بھی جائز ہے۔ (حلال وحرام کے احکام ۴ ص ۱۴۵)

منی آرڈر کے ذریعہ روپیہ بھیجنے کے شرعی احکام:

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ مسئلہ مذکورہ کے تحقیق کے متعلق ایک سوال کے جواب میں ارقام فرماتے ہیں۔

سوال: ۔ منی آرڈر کے ذریعہ سے جو روپیہ روانہ کیا جاتا ہے تو یہ معاملہ تو اجارہ ہے کیونکہ یہ روپیہ بعینہ نہیں پہنچتا اور نہ قرض اس صورت

میں منی آرڈر کرنا کیونکر درست ہوگا، اور اگر منی آرڈر کرنا درست نہ ہوتو اس میں حرج عظیم ہے کیونکہ ہنڈی اگر لکھائی جاوے تو اولاً اس کا لکھنا مکروہ ہے، اور اگر نہ ہوتو وہ بٹہ سے اکثر ملتی ہے، علیٰ ھذا القیاس

نوٹ:۔ اور اگر اکثر دفعہ بٹہ پر بھی نہیں ملتی ہے پس اس صورت میں نہایت مشکل ہے، اور اگر تھوڑی رقم مثلاً پانچ روپے سے کم روانہ کرنا ہوتو نہ اس کا نوٹ مل سکتا ہے نہ ہنڈی، اس صورت میں بجز اس سے اور کیا صورت ہوگی کہ بھیجنے والا خود روپیہ لے کر جاوے اور اس میں نہایت تنگی ہے۔ تو اس صورت میں کیا کیا جاوے؟

الجواب:۔ منی آرڈر مرکب ہے دو معاملوں سے، ایک قرض جو اصل رقم سے متعلق ہے دوسرے اجارہ جو فارم لکھنے اور روانہ کرنے پر بنام فیس کے دی جاتی ہے، اور دونوں معاملے جائز ہیں پس دونوں کا مجموعہ بھی جائز ہیں اور چونکہ اس میں ابتلاء عام ہے اس لئے یہ تامل کر کے جواز کا فتویٰ مناسب ہے۔ (امداد الفتاویٰ ۱۴۶/۳)

نوٹ: منی آرڈر، ڈرافٹ کے ذریعہ روپیہ بھیجنے والے عقد کو سفتجہ مکروہ میں داخل نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی، امداد الفتاویٰ کے حوالے سے منی آرڈر کے بارے میں ارقام فرماتے ہیں: اس عقد کو روپیہ پہنچانے کا اجارہ نہیں کہا جا سکتا۔ اولاً تو اس لئے کہ ڈاک خانہ میں دی گئی رقم بعینہ نہیں پہنچتی اور اجارہ میں بعینہ اسی چیز کا پہنچنا ضروری ہے۔ ثانیاً اس لئے کہ ڈاک خانہ کا محکمہ اس رقم کا ضامن ہوتا ہے اور اجارہ میں اجیر پر ضمان نہیں ہوتا۔ اگر قول صاحبینؒ کے مطابق تضمین اجیر کی گنجائش نکال لی جائے تو بھی عدم صحت اجارہ کے لئے دلیل اول کافی ہے۔ اس لئے یہ معاملہ قرض ہے اور فیس منی آرڈر کو فارم کتابت اور اس کو روانہ کرنے کی اجرت کہا جا سکتا ہے اس کے باوجود یہ کراہت سفتجہ سے خالی نہیں۔ اس کے بعد استفتاء کے جواب میں تفصیل مذکور کے مطابق منی آرڈر کی رقم کو قرض اور فیس کو فارم کتابت وترسیل کی اجرت تحریر فرمایا ہے۔ مگر اشکال سفتجہ کا کوئی ذکر نہیں فرمایا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بالآخر یہ اشکال حل ہو گیا ہوگا۔ بندہ (رشید احمد لدھیانویؒ) کے خیال میں جب قرض سے اسقاط خطر طریق مقصود نہ ہو۔ بلکہ صرف دوسرے مقام تک ایصال مقصود ہوتو یہ سفتجہ مکروہ میں داخل نہیں۔ اگر چہ یہ سقوط خطر طریق کو مستلزم ہے مگر مقصود اور لازم میں فرق ہے چنانچہ مقامی قرض بھی حفظ مال کا نفع لازم آتا ہے معہذا اس کو کل قرض جر نفعا فھو ربا میں داخل کر کے حرام نہیں قرار دیا جاتا۔ چند سطور کے بعد حضرت لدھیانویؒ ارقام فرماتے ہیں۔ بالفرض اس کا سفتجہ ہونا بھی تسلیم کر لیا جائے تو امام احمدؒ کے یہاں سفتجہ جائز ہے ابتلاء عام وحوائج شدیدہ کے پیش نظر عمل بمذہب غیر کی گنجائش ہے۔

حضرت حکیم الامت قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں: اگر سفتجہ کے جواز کی طرف ائمہ اربعہ میں سے کوئی امام گئے ہیں تو بضرورت اس پر عمل کرنے کو کہا جاوے گا۔ ممکن ہے کہ حضرت قدس سرہ کو قول احمدؒ مل گیا ہو۔ اس لئے آخری تحریر میں سفتجہ کا ذکر نہ فرمایا ہو۔ (احسن الفتاویٰ ج۷/۱۰۹)

ہنڈی اور منی آرڈر کا حکم:

حضرت مولانا فتح محمد لکھنویؒ اپنے معروف تصنیف ''حلال وحرام کے احکام (المعروف بہ عطر ہدایہ)'' میں اس مسئلے کا تحقیق تحریر

کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں کہ ہنڈی اور منی آرڈر یہ ایک سند ہے اس کے ذریعہ آدمی ہر جگہ روپیہ بھیج سکتا ہے اس کے جواز وعدم جواز کے بارے میں مختلف اقوال منقول ہیں جو باہم متعارض ہیں میرے نزدیک اکابرین امت سے اس بارے میں کوئی روایت منقول نہیں ہے۔ نتیجہ جس کی کراہت منقول ہے وہ ہنڈی نہیں ہے، ہنڈی کو غرض بیع یا امانت قرار دے کر فاسد یا مکروہ سمجھنا ایک زبردستی والی بات ہے۔ بلکہ ہنڈی حوالہ ہے جس کے لیے کچھ اجرت متعین کی گئی ہے محتال علیہ یا وکیل کو بعض امور متعلقہ کی اجرت لینا جائز ہے کیونکہ اسکی ممانعت منقول نہیں ہے، لہذا کچھ اجرت طے کی جانے اور جس مقام پر وقت جسے دینا شرط طے پایا جاؤ دے دیا جائے، اس کی نظیر منقولی ہے جیسے ہبہ بالعوض کہ ابتداءً تبرع ہے انتہاء اس کا عوض لیا جاتا ہے۔ اور ہنڈی کے حرام ہونے کا دلائل سے صرف نظر کرنا لازم ہے۔ کیونکہ ایسے دلائل ہرگز قابل تسلیم نہیں جو ہنڈی کے ممنوع اور مکروہ ہونے کے موجب ہوں تاکہ تجارت میں توسیع اور معاملات میں آسانی پیدا ہو، اور اموال کی حفاظت ہو سکے عامۃ المسلمین کو فائدہ پہنچانا اور حرج سے بچانا ہمیشہ شارع علیہ السلام کے پیش نظر رہا ہے۔ (حلال وحرام کے احکام ص ۱۴۵، ۱۴۶)

ہنڈی کی جائز وناجائز صورتیں:

حضرت مولانا فتح محمد لکھنوی ہنڈی کی جائز وناجائز صورتوں کے نشاندہی کرتے ہوئے تفصیل کے ساتھ ارقام فرماتے ہیں۔

(۱) منی آرڈر: جس کے پاس روپیہ بھیجنا ہو اسے گھر بیٹھے ایک مقرر وقت پر مل جاتی ہے۔

(۲) درشنی ہنڈی: یعنی فوراً قابل ادائیگی، محتال علیہ کو رسید دکھادی تو وہ فوری طور پر رقم ادا کرے۔

(۳) روپیہ اتنی مدت کے بعد ملے گا اگر فوری لینا ہو تو اس پر سود دینا ہوگا اس صورت میں مدت مقرر کرنے میں تو کوئی حرج نہیں البتہ سود کی شرط حرام ہے۔ اس سے بچنا لازم ہے، مدت کی تعین ایسی ہے جیسے حوالہ میں مدت متعین ہے اور اجیر کے لئے بھی مدت عمل کا تقرر درست ہے۔

(۴) مہاجن سے روپیہ لے لیا جائے اس کے بعد کسی کے نام چٹ لکھ دی کہ فلاں سے فلاں شہر میں اتنے روپیہ لے لو اگر وہ نہ دے تو میں ذمہ دار ہوں یہ بھی حوالہ ہے اس میں بھی مقرر رقم سے زیادہ لینا سود ہوگا۔

(۵) زید کے نام ایک متعین مقدار کی ہنڈی کلکتہ لکھ دی اور مہاجن کے حوالہ کر دی، ابھی تک مہاجن سے روپیہ وصول نہیں ہوا اب مہاجن زید سے مطالبہ کرے گا، اگر وہ ہنڈی وصول ہوگئی تو روپیہ لکھنے والے دیں گے وہ ہنڈی وصول نہیں ہوئی تو لکھنے والے کو ہنڈی واپس کر دے گا مگر ہر دو صورت میں ایک متعین مقدار کا مستحق ہے یہ اجرت ہے اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (عطر ہدایہ ص ۱۴۶)

ہنڈی کے ذریعہ رقم بھیجنا اور ایک خاص صورت میں حضرت مفتی نظام الدین صاحب کی رائے:

چنانچہ موصوف ایک سوال کے جواب میں ارقام فرماتے ہیں:

سوال: باہر ملک میں رہنے والے جب اس ملک میں پیسے بھیجتے ہیں تو اس کی دو صورتیں ہوتی ہیں کبھی تو بینک کے ذریعہ بھیجتے ہیں، کبھی

ہنڈی کے ذریعہ، بینک کے ذریعہ معینہ مقدار ملتی ہے اور ہنڈی کے ذریعہ کرنسی سے کچھ زیادہ رقم ملتی ہیں، ہنڈی رقم کا یہ طریقہ کار حکومت سے چھپا کر کیا جاتا ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ ہنڈی کے ذریعے کرنسی کے مقابلہ مقررہ رقم سے زیادہ جو پیسے ملتے ہیں ان کا کیا حکم ہے۔

الجواب: جب ہنڈی کا یہ طریقہ قانون حکومت کے خلاف ہے تو یہ قانونی چوری ہوگی۔ اگر اس میں پکڑا جائے تو عزت وابرو مال سب کی بربادی ہے اور ان میں سب چیزوں کا بچانا شرعاً واجب ہے اور ہنڈی کے ذریعہ بھیجنے میں اولاً ہنڈی بھنانے میں دینا پڑتا ہے اور اگر کسی حیلہ سے سود دینے سے بچ جائیں تو بھی بیش از بیش ہنڈی سے بھیجنا شرعاً محض مباح وجائز ہے۔ مگر اس طرح بھیجنا واجب نہ رہے گا اور مباح حکم کے مقابلہ میں واجب کو چھوڑنا درست نہیں رہتا، اس لئے اس کی اجازت نہ ہوگی۔ (نظام الفتاویٰ ۲۹۹/۱)

وی پی (ریلوے) کے ذریعے بیع وشراء:

وی۔ پی (ریلوے) سے مال منگوانے والے ایسا کرتے ہیں کہ مال کی بلٹی ڈاکخانہ کے ذریعے منگواتے ہیں اور اسی کے ساتھ رقم بذریعہ وی پی، بائع تک آجاتی ہے اور مال ریلوے سے کبھی پندرہ دن، کبھی مہینہ، دو مہینہ بعد پہنچتا ہے کیا اس طرح سے بیع وشراء کا معاملہ کرنا شرعاً درست ہے؟

الجواب: یہ طریقہ عمل جائز ہے جب یہ سب چیزیں نہیں تھیں تو یہ کام برید وحمال اور اجیر وغیرہ کے ذریعہ ہوتا تھا۔ اب بواسطہ ڈاکخانہ و ریلوے ہوتا ہے۔ اور اس میں مال محفوظ طریقہ سے پہنچا جاتا ہے جو بلاشبہ جائز ہے کما فی الشامی: ولو اعطاه الدراهم وجعل یأخذ منه كل یوم خمسة امناء و لم یقل فی الابتدا اشتریت منک یجوز و هذا حلال وان كان نیه وقت الدفع الشراء لانه بمجرد دالنية لا ينعقد البيع و انما ينعقد البيع الأن بالتعاطي والأن المبيع معلوم فينعقد البيع صحيحا.

(فتاویٰ شامی ج۴/ص ۱۴ بحواله نظام الفتاویٰ ج ۱ /ص ۲۴۷)

ویلیو''وی پی'' کی حقیقت اور نقصان ہوجانیکی صورت میں ضمان کس پر ہے اسکی تحقیق:

امداد الفتاویٰ میں حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ ''وی پی'' کی حقیقت واضح کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ میں نے ایک فرمائش بذریعہ وی پی ویلیوڈ گوارہ ضلع جھیرہ خوب لعل خیمہ فروش کے پاس روانہ کیا، مال ریل میں تین تان نکل گیا، اس کا نقصان مجھ کو دینا ہوگا یا خوب لعل خریدار مال کو، دوسرے یہ کہ میں نے ہر خریدار سے کہہ دیا ہے کہ ریل میں جس کسی کا مال چوری ہوجائے گا میں نہیں دوں گا۔ مگر مذکورہ بالا خریدار سے اقرار نہیں ہے شرع شریف کا کیا حکم ہے۔

الجواب: عرف تجار سے مخصوص اس امر کہ ویلیو کے ضائع ہونے کا وقت اہل ڈاک سے مطالبہ مال بھیجنے والا ہی کرتا ہے منگانے والا نہیں کرتا یہی معلوم ہوتا ہے کہ اہل ڈاک وکیل بائع کے ہیں مشتری کے نہیں، جب یہ لوگ مشتری کو دیتے ہیں اس وقت بیع ہوتی ہے تو اس سے قبل چونکہ وہ مال بائع کا ہے اس لئے جو نقصان ہوگا اسی بھیجنے والے کا ہوگا۔ (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۱۳۷، ۱۳۸)

مولانا مفتی عزیز الرحمٰن مفتی دارالعلوم دیو بند کا بھی یہی رائے ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ ظاہر یہ ہے کہ اہل ڈاک وریلوے اس صورت میں وکلاء بائعین کے ہوتے ہیں۔ پس جب تک مشتری کے پاس مبلغ نہ پہنچے گی اس کی ذمہ قیمت لازم نہ ہوگی۔ (عزیز الفتاویٰ ج اص ۶۲۹)

حضرت مولانا سیف اللہ رحمانی کی رائے:

چنانچہ موصوف ارقام فرماتے ہیں کہ مولانا اشرف علی تھانویؒ کے فتاویٰ میں اس مسئلہ پر ایک گونہ اضطراب ہے مولانا نے ایک جگہ اس کا ذمہ دار خریدار کو قرار دیا ہے اور دوسرے جگہ تاجر کو اور دوسری رائے کی وجہ یہ بتائی ہے کہ محکمہ ڈاک تاجر کا وکیل ہوتا ہے راقم الحروف (سیف اللہ رحمانیؒ) کی رائے ہے کہ اگر خریدار بذریعہ پارسل سامان طلب کرے یا اس کی اجازت دے تو اب محکمہ ڈاک کی حیثیت خریدار کے وکیل کی ہوگی۔ اور خریدار نقصان کا ذمہ دار ہوگا۔ اور اگر خریدار کے علم واطلاع کے بغیر خود تاجر ڈاک سے بھیجے تو اب محکمہ ڈاک تاجر کی طرف سے وکیل ہوگا اور نقصان کا ذمہ دار وہ ہوگا۔ (جدید فقہی مسائل ۲/۲۱۷)

بیع مزایدہ یا بیع بالمزاد العلنی (نیلامی) کے احکام:

نیلام کو عربی میں بیع من یزید کہا جاتا ہے، حضور اکرم ﷺ سے ثابت ہے اس بیع کے چند احکام درج ذیل میں تحریر کئے جاتے ہیں۔

(۱) یہ جو قانون ہے کہ بولی ختم ہوتے ہی بائع بیچنے پر مجبور ہو جائے اس سے بیع باطل ہوگی۔

(۲) اگر بائع نے کہا کہ دس روپے میں فروخت کرتا ہوں پھر دس روپے پر ہی بولی ختم ہوئے تو بیع لازم ہوگی۔

(۳) نیلام میں اگر مبیع کو نہ دیکھا تو خیار رؤیت باقی رہے گا۔

(۴) حق مرافق (یعنی جو حق بائع کا اس گھر یا باغ میں ہو تو وہ مشتری کو ملے گا نصف کا مالک ہو یا کل کا مرتہن ہو یا راہن یا کچھ تعلق ہی نہ ہو یہ بیع مجہول ہے)، جو سرکاری نیلاموں میں بیچا جاتا ہے اگر بائع کا اس میں کچھ حق ہے تو حق مجہول ہونے کی وجہ سے فاسد ہے اور کچھ نہیں ہے تو بیع نہ ہونے کی وجہ سے بیع باطل ہے۔ (عطر ھدایہ ص ۱۵۰، ۱۵۱) یعنی (حلال وحرام کے احکام)

جواز خریداری نیلام سرکاری:

نیلام سرکاری خریدنا جائز ہے یا نہیں، وجہ شبہ یہ ہے کہ بائع اور، اور بیع اور نے کی ہے؟

الجواب: فی الدر المختار فصل فی الجس وابد حبس الموسر لا نه جزاء الظلم قلت و سیجئی فی الحجر انه یباع ماله لدینه عند هما وبه یفتی وحینئذ فلا یتأبد (قنیه) ثم قال فی الکتاب ای کتاب الحجر انه یباع ماله لدینه عند هما وبه یفتی حنیئذ فلا یتأبد و قنیه ثم قال: فی کتاب الحجر لایبیع القاضی عرضه وا لدین خلافالهما وبه ای بقولهما ببیعهما للدین به یفتی اختیاز وصححه فی تصحیح القدوری، پس کسی حق واجب کے استیفاء کے

لے کسی کا مال نیلام کردینا حاکم کو بقول صاحبین کے جائز ہے اور اس کے مفتی بہ ہونے کے سبب اسی پر عمل ہے۔

(امداد الفتاویٰ جلد سوم/۱۲۱)

حکم نیلامی حاکم:

امداد الفتاویٰ میں حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے ایک سوال کے جواب میں اس کا حکم واضح کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

سوال:۔ جو چیز کہ نیلامی ہوئی ہے تو غیر کی ہوتی ہے، اور کم دام میں فروخت ہوتی ہے، تو اس کا خریدنا جائز ہے یا نہیں مسجد یا غیر کے لئے یا اپنے لئے بینوا توجروا۔

الجواب: خریدنا جائز ہے، اما اذا کان برضاء المالک فظاهر واذا کان بغیر رضاه فان کان البائع حاکما مسلما فلما فی الدر المختار لا یبیع القاضی عرضه ولا عقاره للدین خلافاً للهما به یفتی اختیار وصححه فی تصحیح القدوری و فی ردالمحتار و مثله فی الملتقی ج۴/ص ۴۱۴۵ و ان کان حاکما غیر مسلم فلو لنفسه فالجواز للاستیلاء لانه به یتملک فیبیع ملک لنفسه.

دلالی اور آڑھت کے احکام:

دلال کا لفظ دو معنی میں بولا جاتا ہے:

(۱) ایک وہ دلال جو اجرت پر لیکن اجیر بنے بغیر بائع اور مشتری کی ایک دوسرے کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور خود سودا نہیں کرتا، اس کو انگریزی میں بروکر (Broker) کہتے ہیں۔

السمسار هو المتوسط بین البائع والمشتری باجر من غیر ان یستاجر (ص ۶۴۵ ج ۴ ردالمحتار)

(۲) دوسرا وہ دلال کہلاتا ہے جو بائع یا مشتری کی جانب سے اجرت پر سودا کرتا ہے، اس کو آڑھتی بھی کہتے ہیں اور انگریزی میں اس کو کمیشن ایجنٹ (Commission Agent) کہتے ہیں۔

آڑھتی سے متعلق ایک حدیث کے مطلب کی وضاحت:

عن ابی هریرة ان رسول الله ﷺ قال لا یبیع حاضر لباد. (مسلم) ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شہری دیہات والے کے لئے فروخت نہ کرے۔'' حدیث کا یہی مطلب حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے۔ عن طاؤس قال قلت لا بن عباس رضی الله عنه ما قوله حاضر لباد قال لا یکن له

سمسارا. (مسلم) طاوسؒ کہتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ حاضر لباد کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے فرمایا شہری دیہات والے کے لئے آڑھتی نہ بنے۔

کوئی شخص کسی دوسرے سے اپنا مال بکوائے یا ایک دوسرے کو کہے کہ میں تمہارا مال فروخت کرتا ہوں اِس میں کوئی شرعی قباحت نہیں ہے پھر بھی حدیث میں جو ممانعت ہے وہ اس پر محمول ہے کہ شہر کا دلال اور آڑھتی آئے ہوئے مال پر اپنی اجارہ داری قائم کر کے مفادِ عامہ کے خلاف اقدام کرے مثلاً زیادہ مہنگے داموں پر فروخت کرے تا کہ زیادہ کمیشن دلالی اور آڑھت وصول ہو۔

غرض اگر شہری مفادِ عامہ کو پیش نظر رکھے اور صحیح داموں میں سودا فروخت کرے تو اس کے دیہات والوں کے لئے دلال یا آڑھتی بننے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

بروکر دلال کی اجرت:

(۱) اگر دلال (Broker) بائع و مشتری کے درمیان سودا کرانے کی کوشش کرتا ہے اور مالک خود فروخت کرتا ہے تو جیسا رواج ہو اُس کے مطابق دلال اپنی اُجرت بائع سے یا خریدار سے یا دونوں سے وصول کرسکتا ہے۔

ان سعی بینھما و باع المالک بنفسه یعتبر العرف فتجب الدلالة علی البائع أو المشتری او علیھما بحسب العرف (ردالمحتار ص ۶۳ ج ۴)

(۲) اگر یہی دلال مالک کی اجازت سے شئے کو خود فروخت کرے تو وہ بائع کا وکیل بن جاتا ہے اور صرف بائع سے اجرت وصول کرسکتا ہے اِس صورت میں رواج کا اعتبار نہ ہوگا۔

الدلال ان باع العین بنفسه باذن ربھا فاجرته علی البائع ولیس له اخذ شئ من المشتری لانه ھو العاقد حقیقة وظاھره انه لا یعتبر العرف ھنا لا نه لا وجه له. (ردالمحتار ص ۶۳ ج ۴)

(۳) بائع اور مشتری دونوں کے درمیان آدمی کا بروکر ہونا معلوم ہو: بروکر کے طور پر کام کی اجرت کے مستحق بننے کے لئے یہ ضروری ہے کہ بائع اور مشتری دونوں ہی کو اِس کا علم ہو کہ یہ شخص بروکر کے طور پر کام کرتا ہے، صرف بائع یا صرف مشتری کو علم ہونا کافی نہیں مثلاً: (i) ایک شخص کی گاڑی میں کوئی پرزہ تبدیل کرنے کی ضرورت ہے۔ گاڑی والا میکنک (مستری) کو کہتا ہے کہ تم چل کر مجھے دِلوادو۔ مستری مالک کو ایک دُکان پر لے جاتا ہے اور پرزہ پسند کرواتا ہے۔ سودا دکاندار اور مالک کے درمیان ہوتا ہے اب مستری یہ چاہے کہ چونکہ وہ گاہک لایا ہے لہذا دکاندار اس کو دلالی کے طور پر کچھ حصہ دے تو اگر چہ دکاندار اس پر راضی ہو اور وہ اپنے نفع میں سے مستری کو حصہ دے اور گاہک سے اصل قیمت سے کچھ زائد وصول نہ کرے تب بھی یہ جائز نہیں کیونکہ گاہک نے اس کو بروکر سمجھ کر پُرزہ دِلوانے کو نہیں کہا۔

(ii) ڈاکٹر مریض کو ایکسرے یا ٹیسٹ لکھ کر دیتا ہے اور کہتا ہے کہ فلاں لیبارٹری سے کرواؤ۔ ڈاکٹر کا اُس لیبارٹری سے معاہدہ ہے کہ وہ مریض بھیجنے پر اتنی دلالی لے گا۔ یہ جائز نہیں کیونکہ مریض کو ڈاکٹر کا بروکر کے طور پر کام کرنا معلوم نہیں۔

وجہ یہ ہے کہ جب بیچ کے آدمی کا بروکر اور دلال ہونا معلوم نہ ہو تو آدمی اُس سے ہمدردی کی بنیاد پر تعاون طلب کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ وہ اُس کی بے لوث رہنمائی کرے گا جبکہ بروکر دلال اپنے مفاد کو پیش نظر رکھتا ہے اور اس کے کام میں بے لوث رہنمائی نہیں ہوتی، اِس طرح سے رہنمائی لینے والے فریق کو دھوکہ ہوتا ہے۔

کمیشن ایجنٹ دلال کی اُجرت:

دلال اُجرت کا اُس وقت مستحق بنتا ہے جب وہ کام پورا کرے مثلاً جب آڑھتی سامان فروخت کرلے اُس وقت وہ اُجرت لینے کا مستحق بنتا ہے۔ **ولا یستحق المشترک الاجر حتی یعمل کالقصار ونحوہ کفتال وحمال ودلال وملاح.** (ردالمحتار ص ۴۴ ج۵)

بروکر اور کمیشن ایجنٹ کا فیصد کے حساب سے اُجرت لینا جائز ہے:

قال فی التتارخانیة وفی الدلال والسمسار یجب اجر المثل وما تواضعوا علیه ان فی کل عشرة دنانیر کذا فذلک حرام علیهم وفی الحاوی سئل محمد بن سلمة عن اجرة السمسار فقال ارجوانه لاباس به وان کان فی الاصل فاسدالکثرة التعامل. (ردالمحتار ص ۴۴ ج۵)

کمشن ایجنٹ دلال کی اُجرت معین کرنا ضروری ہے اگرچہ فیصد کے حساب سے ہو:

(۱) زید کے پاس ایک گاڑی ہے جو وہ فروخت کرنا چاہتا ہے۔ وہ ایک شورم والے کے پاس جاتا ہے اور کہتا ہے کہ میری گاڑی فروخت کردیں۔ قیمت میں سے دو لاکھ مجھے دیں اور اُوپر جتنی رقم ملے وہ آپ رکھ لو۔ شوروم والے وہ گاڑی لے کر سوا دو لاکھ میں فروخت کر کے دو لاکھ زید کو دیتے ہیں اور پچیس ہزار اپنے پاس رکھتے ہیں، تو یہ جائز نہیں کیونکہ گاڑی سوا دو لاکھ میں فروخت ہوئی وہ کل رقم گاڑی کا بدل ہے اور چونکہ گاڑی زید کی تھی لہذا گاڑی کا کل بدل بھی زید کی ملکیت ہوا۔ ایسی صورت میں پوری قیمت زید کی ہے اور شوروم والوں کو اپنے کام کی مارکیٹ ریٹ کے مطابق اُجرت ملے گی جس کو "اُجرتِ مثل" کہتے ہیں لیکن چونکہ اُجرت نامعلوم رکھنے سے گناہ بھی ہوتا ہے اس لیے ضروری ہے کہ پہلے ہی سے اُجرت طے کرلی جائے اگرچہ وہ فیصد کے حساب سے ہو۔

(۲) زید نے ایک دکاندار سے کپڑے کے چند تھان لیے اور گھوم پھر کر اُن کو فروخت کیا۔ حاصل شدہ قیمت دُکاندار کی ہوگی البتہ زید کو مارکیٹ ریٹ کے حساب سے کمیشن یعنی اُجرتِ مثل ملے گی۔

بازار سے مال منگوانے کا اجرت اس کے عرف کی تابع ہوگی:

بازار میں ایک شخص کو یا دکاندار کو کہا کہ ہمارا سامان فروخت کردو اور اُجرت کا کچھ ذکر نہیں کیا۔ سامان فروخت کر کے اُس شخص نے اُجرت کا سوال کیا تو بازار والوں کے رواج کو دیکھیں گے، اگر اُن میں رواج ہو کہ اُجرت پر کام کرتے ہیں بغیر اُجرت کے نہیں کرتے تو اُس کو

اُجرتِ مثل ملے گی ورنہ نہیں۔

استعان برجل فی السوق لیبیع متاعه فطلب منه اجرافالعبرة لعادتهم ای لعادة اهل السوق فان کانوایعملون باجر المثل و الافلا.(ردلمحتار ص ۲۹ ج۵)

کمیشن ایجنٹ پر تاوان:

کمیشن ایجنٹ کے پاس مالک کا سامان بطورِ امانت ہوتا ہے لہذا اس میں امانت کے احکام جاری ہوتے ہیں اور مال کے ضائع ہونے کی صورت میں دیکھا جائے گا کہ کمیشن ایجنٹ کا قصور وکوتاہی ہے یا نہیں؟ اگر اُس کے پاس مال کسی قدرتی آفت سے ہلاک ہوا یا چوری ہوا یا کوئی اور حادثہ پیش آیا جس میں کمیشن ایجنٹ کی کچھ کوتاہی نہ ہو تو نقصان مالک کا ہوگا، اور اگر مال ضائع ہونے میں کمیشن ایجنٹ کی کوتاہی کو دخل ہو تو اُس کو مال کا تاوان بھرنا پڑے گا۔ مسلم دلال جو کمیشن پر کسی کا مال گھوم پھر کر بیچتا ہو اُس نے اگر دُکاندار سے لیا ہوا مال کسی دوسرے دُکاندار کے پاس امانت کے طور پر رکھا اور دوسرے دُکاندار کے پاس وہ مال ہلاک وضائع ہو گیا تو اُس دلال پر لازم ہوگا کہ وہ مالک دُکاندار کو مال کا تاوان ادا کرے، دوسرے دُکاندار پر تاوان نہ آئے گا۔

لوطاف به الدلال ثم وضعه فی حانوت فهلک ضمن الدلال بالاتفاق و لاضمان علی صاحب الحانوت عندالامام لانه مودع المودع(ردلمحتار ص ۳۱ ج۴)

(قوله ضمن الدلال بالاتفاق)هذا اذاوضعه امانة عندصاحب الدکان

اگر دلال نے مال دوسرے دُکاندار کے پاس اِس غرض سے رکھا تا کہ اس کو اِس سے خرید لے پھر دوسرے دُکاندار کے پاس وہ مال ضائع ہو گیا تو اِس صورت میں دلال پر تاوان نہیں آئے گا۔

اما لووضعه عنده لیشتریه ففیه خلاف قیل یضمن لانه مودع ولیس للمودع ان یودع وقیل لایضمن فی الصحیح لانه امر لابدمنه للبیع(ردالمحتار ۱۷ ۳ ج۴)

کمیشن ایجنٹ مالک کے لئے مال کی قیمت کا ضامن نہیں بن سکتا:

چونکہ کمیشن ایجنٹ خود مالک کا ایجنٹ اور نمائندہ ہوتا ہے اگرچہ اُجرت پر ہوتا ہے اس لئے وہ مالک کے لئے فروخت شدہ مال کی قیمت کا ضامن نہیں بن سکتا کہ مالک سے یوں کہے کہ فلاں کو تمہارا مال فروخت کرتا ہوں اگر اُس نے قیمت ادا نہ کی تو میں قیمت کا ضامن ہوگا۔ ضمان الدلال و السمسار الثمن للبائع باطل لا نه و کیل بالا جر (ردالمختار ص ۱۷ ۳ ج۴)

دلالی کے احکام:

دلالی جائز ہے اور اس کی اجرت لازم ہے۔ (درمختار) مگر اس کے لئے درج ذیل باتوں کا لحاظ کرنا ضروری ہے۔

1۔ دلال ایک ہی جانب کے لئے کوشش کرے یہ دورُخی دلالی جو ہمارے زمانہ میں عام ہے کہ بائع کا خیال ہے کہ میرا خیر خواہ ہے اور مشتری کا خیال ہے کہ میرا ہی ایک فرد ہے ایسی دلالی دھوکہ اور ناجائز ہے۔

2۔ کام شروع کرنے سے پہلے اُجرت مقرر ہونی چاہیئے ورنہ اُجرت مثل پر فیصلہ ہوگا۔

3۔ دلال (ایجنٹ) مال فروخت کرنے سے پہلے اُجرت کا مستحق نہیں ہوتا اگرچہ محنت شاقہ اُٹھائے۔ (عالمگیری)

4۔ خریدار مال واپس کردے تو بائع دلال سے دلالی کی اُجرت واپس لے سکتا ہے۔ اگر بائع خود واپس لے تو خریدار واپس نہ کرنا چاہیئے تو دلالی کی اُجرت واپس کرنے کا حق باقی نہیں رہا۔ (عقود الدریہ) دلال سے مطالبہ کرنا جائز ہے (ہدایہ)

دلال کا بائع اور مشتری دونوں سے کمیشن لینا:

نظام الفتاویٰ (حصہ منتخبات) میں بھی اس طرح ایک سوال کے جواب میں حضرت مولانا مفتی نظام الدین ارقام فرماتے ہیں:

سوال: کچھ لوگ دلال (ایجنٹ) کا کام کرتے ہیں دیکھا جاتا ہے کہ وہ بائع اور مشتری دونوں سے کمیشن لیتے ہیں کیا دلال کے لئے دونوں سے کمیشن لینا جائز ہے؟

الجواب: دلال شرع میں اجیر کا نام ہے اور دلالی اور کمیشن اجرت کا نام ہے اور اجیر جس کا کام ہے کرتا ہے اسی سے اجرت پانے کا مستحق ہوتا ہے۔ یہ دلال اگر بائع کا کام کرتا ہے تو بائع کا اجیر ہے اور بائع سے اجرت پانے کا مستحق ہوگا اور گر مشتری کا کام کرتا ہے تو مشتری سے اجرت پانے کا مستحق ہوگا اور یہ جائز نہ ہوگا کہ عمل تو صرف ایک کرے اور اجرت دونوں سے لیں اسی کا نام ڈبل اجرت ہے جس کو ناجائز کہا جاتا ہے ہاں اگر کوئی شخص دونوں کا کام الگ الگ کرے تو الگ الگ کا ہونے کی بناء پر دونوں سے اس کے تمیز عمل کی اجرت متعارفہ لے سکتا ہے۔ (نظام الفتاویٰ ۱/ص ۲۹۸)

امداد المفتین میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ ایک سوال کے جواب میں ارقام فرماتے ہیں:

سوال: جو شخص آڑھت کا کام کرتے ہیں اور آڑھت دونوں فریق سے لیتے ہیں اور چنگی مال میں سے علیحدہ لیتے ہیں جائز ہے یا نہیں اور وہ چنگی جو زمیندار کے مال میں سے نکال کر جمع کرتے ہیں پھر اس مال میں سے چنگی و آڑھت لیتے ہیں ایسی کمائی سے جو مال جمع ہو وہ حلال ہے یا حرام؟

الجواب: دلالی کی اجرت کام اور محنت کے موافق لینا اور دینا جائز ہے۔ بشرطیکہ ظاہر کر کے رضا سے لیا جاوے اور جو خفیہ طرفین سے لیا جاوے وہ جائز نہیں۔ الشافی کتاب الاجارۃ ص ۴۳ ج۵/قال! فی التتارخانیه و فی الدلال و السمسار یجب اجر المثل وماتوا ضعوا علیه ان فی عشرۃ دنانیر کذا افذاک حرام علیهم ۔اس سے بھی یہ معلوم ہوگیا کہ جو روپیہ وغیرہ خفیہ لیتے ہیں وہ حرام ہے۔ (امداد المفتین ۲/ ۸۶۴) کتاب الاجارہ